117

مدینۃ المسیح

قادیان ۴ ماہ احسان۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۱ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

آج حضور نے ۳۰ اصحاب کو دو گھنٹے اٹھارہ منٹ شرف ملاقات بخشا۔ ان میں دو غیر احمدی اور ۲ غیر مسلم اصحاب بھی تھے۔ جناب ناظر صاحب امور عامہ۔ ڈاکٹر صاحب فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ محاسب صاحب اور ناظم صاحب تجارت کو بھی حضور نے ملاقات کا موقعہ عطا فرمایا۔ آج حضور بعد نماز مغرب تا عشا مجلس میں تشریف فرما ہو کر حقائق و معارف بیان فرماتے رہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو آج سر درد کی شکایت رہی۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

آج قریباً دس بجے صبح حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے کارخانہ پریسین مینو فیکچرنگ کمپنی کی بنیاد رکھی۔ اور دعا فرمائی۔ یہ کارخانہ وسیع پیمانہ پر سٹیشن کے قریب زیر نگرانی جنرل سروس کمپنی تعمیر ہو رہا ہے۔ خدا تعالےٰ مبارک کرے۔

جلد ۳۴ | ماہ احسان ۱۳۲۵ ہش | ۳ رجب سنہ ۱۳۶۵ھ | ۴ جون سنہ ۱۹۴۶ء | نمبر ۱۳۰

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا

ایک تازہ رؤیا

جماعت احمدیہ دہلی کے متعلق

فرمودہ ۲۱ مئی ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب

مرتبہ۔ مولوی عبد العزیز صاحب مولوی فاضل

خواب

فرمایا۔ آج میں نے ایک منذر رؤیا دہلی کی جماعت کے متعلق دیکھا ہے۔ انذاری پہلو کے ساتھ بعض مبشر نام بھی ہیں۔ رؤیا میں ہی۔ جس سے میں سمجھتا ہوں۔ کہ انجام اس کا اچھا ہوگا۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ میں دہلی میں ہوں۔ اور وہاں کی مسجد کے افتتاح کا سوال درپیش ہے۔ اور میں اس کے متعلق سمجھتا ہوں۔ کہ اس جگہ مسجد بنانا مناسب نہیں۔ یا اس وقت اس کا افتتاح مناسب نہیں۔ چنانچہ میں نے اپنی رائے کا اظہار دوستوں پر کیا۔ اور کہا کہ ان وجوہ سے میں ابھی افتتاح نہیں کرتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دہلی کی جماعت کو میری اس رائے سے اختلاف ہے۔ اور ان کے اندر نشوز کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایک جلسہ میں میں افتتاح کا اعلان کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں جس جگہ ہم جلسہ کرنے والے ہیں۔ اس کا کچھ حصہ چھت ہے۔ اور کچھ حصہ صحن معلوم ہوتا ہے۔ خواب میں میں دل میں کہتا ہوں۔ کہ میں افتتاح تو کر دونگا۔ لیکن ساتھ ہی اپنی ناپسندیدگی کا بھی اظہار کر دونگا۔ جس جگہ میں کھڑا ہوں وہاں پاس ہی ایک چھوٹی سی جھیل ہے۔ جس میں سرکنڈا اگا ہوا ہے۔ میں کھڑا ہوا ہوں۔ اور میں نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے۔ کہ میں آپ لوگوں کے کہنے پر افتتاح کر دیتا ہوں۔ لیکن اس کی ذمہ داری آپ لوگوں پر ہے۔ اس وقت ایک آدمی کھڑا ہوا ہے۔ جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ پیغامیوں میں سے آیا ہے۔ میں اس کی شکل سے پہلے واقف نہیں ہوں تعجب کی بات ہے۔ کہ ہماری جماعت کے جتنے لوگ وہاں موجود ہیں۔ میں ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں جانتا۔ اور جتنے لوگ وہاں ہیں۔ میرے لئے سب غیر ہیں۔ ان میں سے ایک شخص جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ پیغامیوں میں سے آیا ہے۔ میری بات پر اعتراض کرتا ہے۔ اور میری بات کی مخالفت کرتا ہے۔ کہ آپ کا یہ خیال غلط ہے۔ کہ اس جگہ مسجد بنانا مناسب نہیں۔ اس کا اختلاف مجھ سے معاندانہ نہیں۔ بلکہ جیسے کوئی شخص اپنی بات زبردستی منوانا چاہتا ہے۔ اسی طرح وہ اپنی بات پر زور دیتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں یکدم دائیں طرف سے موسیقی کی طرح کی آواز بلند ہونی شروع ہوئی۔ میں دیکھتا ہوں کہ میر ناصر نواب صاحب مرحوم اس جھیل کے پرے کھڑے جماعت کے لوگوں کو توجہ دلا رہے ہیں۔ کہ خلیفہ کی بات کا ادب کرنا چاہیئے۔ اور اس کی رائے کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور اس سے اختلاف پیدا نہیں کرنا چاہیئے۔ تمام برکت اسی میں ہے کہ خلیفہ کی اطاعت کی جائے۔ پھر میں ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں۔ کہ میں ناپسندیدگی سے اس مسجد کا افتتاح کرونگا۔ اور بعد میں میں نماز نہیں پڑھاؤنگا تم میں سے جو چاہے نماز پڑھے۔ اسی قسم کی کچھ اور باتیں میں نے کی ہیں اور پھر وہاں سے اٹھ کر واپس چلا آیا ہوں۔ جب میں وہاں سے چلا ہوں۔ اس وقت میرے ساتھیوں میں سے کوئی بھی میرے ساتھ نہیں۔ اور نہ ہی گھر کی مستورات میں سے کوئی میرے ساتھ ہے۔ لیکن کچھ دور آ کر میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب میرے ساتھ آ رہے ہیں۔ جب ہم آگے بازار میں آئے ہیں تو میں نے دیکھا کہ میری بیوی بشریٰ بیگم اور میری لڑکی امۃ الحکیم ہمارے آگے آگے جا رہی ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحب سے پوچھتا ہوں۔ کہ میر صاحب یہاں کہاں سے آگئے۔ ڈاکٹر صاحب مجھے جواب دیتے ہیں۔ کہ میر صاحب تو فوت ہو چکے ہیں۔ یہ تو ان کی روح بول رہی تھی۔ خواب میں میں سمجھتا ہوں کہ میں اپنے ننھیال میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ چلتے چلتے ہم ایک ایسی جگہ پہنچتے ہیں۔ جہاں سے گلی دوسری طرف کو مڑتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہاں میرے ننھیال میں سے کوئی بزرگ عورت کھڑی ہے۔ اور راستہ کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ ادھر آؤ۔ وہاں میں ایک گلی میں داخل ہوا ہوں جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ ہمارے ماموں کے گھر کو جاتی ہے۔ لیکن کچھ دور چل کر معلوم ہوا کہ میری بیوی اور بیٹی اور وہ سن رسیدہ عورت ایک دوسری گلی کی طرف مڑ گئی ہیں۔ میں اس گلی میں چلتا چلا گیا ہوں آگے جا کر میں ایک گھر والوں سے پوچھتا ہوں

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

کو میں مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب کا مہمان ہوں۔ کیا آپ لوگ ان کے مکان کا پتہ مجھے بتا سکتے ہیں۔ وہ جواب دیتے ہیں۔ کہ ہمیں معلوم نہیں وہ کون ہیں۔ اس وقت میں دل میں کہتا ہوں۔ کہ مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب تو دہلی کے مشہور ادیبوں میں سے ہیں۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں ان کا علم نہیں میں وہاں سے آگے چلا ہوں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں نے نکر سی پہنی ہوئی ہے جیسی کہ نہر میں نہاتے وقت پہنی جاتی ہے۔ آگے جا کر میں ایک گلی میں سے گزر رہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ کچھ مستورات جمع ہیں اور نماز پڑھ رہی ہیں۔ وہ مجھے دیکھ کر کہتی ہیں۔ کہ آپ دیکھتے نہیں کہ آگے عورتیں نماز پڑھ رہی ہیں آپ ادھر کیسے آ گئے۔ میں اس بات سے بہت شرمندہ ہوا۔ اور اس جگہ سے مڑ کر ایک کھلی جگہ پہنچ گیا۔ جہاں مجھے ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بھی مل گئے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ پردہ کریں۔ تو میں نکر اتار کر پاجامہ پہن لوں۔ ابھی ڈاکٹر صاحب اسی خیال میں ہیں کہ پردہ کریں۔ کہ میری نگاہ سامنے ایک جگہ پر پڑی۔ جس سے میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہم کسی بلند جگہ پر ہیں۔ اور بہت سے لوگ تیراکی کے مقابلہ کے لئے جمع ہیں۔ جس طرح آگرہ کے سلیم شاہی دربار میں باؤلی بنی ہوئی ہے۔ اور لوگ ایک اونچی عمارت سے نیچے باؤلی میں کودتے ہیں اسی طرح معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم پہاڑ کی چوٹی پر جو کہ نصف میل بلند ہے کھڑے ہیں اور نیچے پانی میں کودنے کا مقابلہ ہے۔ یکدم مجھے خیال آیا کہ بجائے اس کے کہ میں پاجامہ پہنوں کیوں نہ میں بھی چھلانگ لگا دوں۔ اور تیراکی کے مقابلہ میں شامل ہو جاؤں اس طرح میرے نکر پہننے پر بھی پردہ پڑ جائے گا۔ چنانچہ میں نے سلوار ڈاکٹر صاحب کو دیدی اور اس چوٹی پر سے چھلانگ لگا دی جہاں سے لوگ چھلانگ لگا رہے تھے۔ اس وقت میں دل میں خیال کرتا ہوں۔ کہ میں سب سے بڑا تیراک ہوں۔ چنانچہ جب میں پانی میں اترا میں نے ایک لمبا غوطہ لگایا۔ اور دور جا کر سر نکالا۔ اور کئی رنگ کی تیراکیوں کا نمونہ دکھایا۔ اس پر سارے لوگ حیران ہیں اور شور مچ گیا ہے کہ یہ جیت گئے۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔

تعبیر

حضور نے اس رویا کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا۔ اس خواب کا پہلا حصہ منذر ہے۔ اور آخری حصہ مبارک ہے (عجیب بات ہے۔ کہ میں نئی اور پرانی دہلی کے سو دو سو آدمیوں کو جانتا ہوں۔ لیکن اس وقت کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہیں۔ جس کو میں نے پہچانا ہو) شاید اس کی یہ تعبیر ہو۔ کہ ہماری جماعت میں بعض پیغامی مل جائیں گے۔ اور جماعت میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ ایک ذریعہ جماعت میں تفرقہ اور انشقاق پیدا کرنے کا یہ بھی ہے۔ بشریٰ نام بشارت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح حشمت اللہ نام سے ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی حشمت اور شان ظاہر ہو گی۔ اور امۃ الحکیم نام سے پتہ چلتا ہے۔ کہ کوئی حکمت کی بات ہے۔ فرحت اللہ بیگ نام بھی بہت اچھا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر دلالت کرتا ہے۔ اور تیرنے کے مقابلہ میں غیر معمولی قدرت کا ملنا (اور دوسروں کو شکست دینا) بتاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دشمنوں کے مقابلہ میں غیر معمولی فتح بخشیگا۔ اور ان کے سب منصوبے خاک میں مل جائیں گے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کا ارشاد

حضرت ام المومنین علیہا السلام فرماتی ہیں۔ کہ میری نواسی طیبہ بیگم (بیگم مرزا مبارک احمد) کے ایام زچگی قریب ہیں۔ مگر بعض خاص کمزوریوں کی وجہ سے حالت قابل فکر ہے۔ اس لئے میں تمام احباب جماعت سے التماس کرتی ہوں کہ عزیزہ کے بخیریت فارغ ہونے اور زندہ سلامت بچہ کی پیدائش کے لئے دعائے خاص کر کے ممنون فرمائیں۔ (سیدہ حضرت) مبارکہ بیگم۔

ٹیلیفون

بعض دوست بیرونجات سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نام براہ راست ٹیلیفون کرتے ہیں حالانکہ یہ امور دفتر کی معرفت حضور کی خدمت میں عرض کئے جا سکتے ہیں۔ اس سے حضور کا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے۔ لہٰذا دوستوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نام براہ راست ٹیلیفون کال بک نہ کیا کریں۔ (پرائیویٹ سیکرٹری)

دو اور معزز و سرکردہ غیر مبائعین حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی بیعت میں

یہ نہایت ہی خوشی اور مسرت کا مقام ہے۔ کہ وہ لوگ جو احمدیت سے دیرینہ تعلق رکھتے تھے۔ لیکن غیر مبائعین نے جماعت میں جو اختلاف پیدا کیا۔ اس کی وجہ سے مرکز احمدیت اور خلافت احمدیہ سے وابستہ نہ ہو سکے۔ ان میں سے سنجیدہ اور مآل اندیش اصحاب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت میں داخل ہوتے جا رہے ہیں۔ خان بہادر میاں محمد صادق صاحب۔ جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب۔ جناب سید امجد علی شاہ صاحب اور جناب ڈاکٹر محمد شریف صاحب ریٹائرڈ سول سرجن تھوڑا ہی عرصہ ہوا غیر مبائعین سے علیحدگی اختیار کر کے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ اب غیر مبائعین میں سے دو اور اہم شخصیتوں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کا شرف حاصل کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی ہے۔ یعنی جناب سید عبدالمجید صاحب ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ ریاست کپور تھلہ۔ (۲) جناب سید شاہ امیر صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ انجنیر مسلم ٹاؤن لاہور۔

ہم اس سعادت مندی پر ان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کے اخلاص اور محبت میں روز بروز ترقی دے۔ اور انہیں اسلام کی ایسی خدمات سرانجام دینے کی توفیق بخشے۔ کہ پچھلی ساری کسر نکل جائے۔ نیز ہم دوسرے مبائعین اور احمدیت سے سچی محبت رکھنے والے اصحاب کے متعلق بھی امید رکھتے ہیں کہ اب وہ زیادہ عرصہ پیچھے رہنا گوارا نہ کریں گے۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ اسلام کی غیر معمولی ترقی اور غلبہ کے جو دروازے کھولے اور مواقع پیدا کئے ہیں۔ ان میں حصہ لے کر مجاہدین دین کی صف میں کھڑے ہو جائیں گے۔

چودھری عبداللہ خاں صاحب کا لنڈن میں کامیاب اپریشن

لنڈن یکم جون۔ مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔ کہ کل چودھری عبداللہ خاں صاحب کو کوئین میری ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ جہاں آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اپریشن نہایت کامیاب طور پر ہوا۔ دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

کیبنٹ مشن کی خدمت میں تبلیغی لٹریچر

انچارج صاحب نشر و اشاعت دارالامان نے مہربانی فرما کر حسب ذیل تبلیغی لٹریچر ممبران مشن کے لئے ارسال فرمایا تھا۔ جو خوبصورت پیکٹ کی شکل میں الگ الگ لارڈ پیتھک لارنس۔ سر سٹیفورڈ کرپس اور مسٹر اے وی الگزنڈر کی خدمت میں پہنچا دیا گیا۔ (۱) اسلامی اصول کی فلاسفی (۲) احمدیت۔ حقیقی اسلام (۳) تحفہ شہزادہ ویلز (۴) حضرت بانئے سلسلہ کا خاندان۔ (۵) تبلیغی البم (۶) چند تبلیغی رسالے تینوں ممبران کی طرف سے الگ الگ چٹھیاں موصول ہوئی ہیں۔ جن میں خط کی رسید ہے۔ اور لٹریچر کے ارسال کرنے پر شکریہ کا اظہار کیا گیا ہے۔ (خاکسار عبدالحمید سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ نئی دہلی)

"دل کا حلیم"

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ ہر ہستی کا کلام اس کے علم اور اس کی شان کے مطابق ہوتا ہے۔ چنانچہ جہاں ایک عام انسان کا کلام اپنے سطحی معنوں کے اندر محدود ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی گہرائی نہیں پائی جاتی جس میں سننے والے کو غوطہ لگانے کی ضرورت پیش آئے۔ وہاں ایک عالی مرتبہ عالم یا مدبر کا کلام اپنے اندر بہت سی گہرائیاں رکھتا ہے۔ جن تک پہونچنے کے لئے کافی غور وخوض کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ انسان ایسے کلام کے صحیح مفہوم کو نہیں سمجھ سکتا۔ اور اس کے بہت سے لطیف پہلو نظر سے اوجھل رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح جہاں ایک عام انسان کے کلام میں کئی الفاظ زائد پائے جاتے ہیں۔ جو وہ جہالت یا بے احتیاطی کی۔ جیسے یا غیر محسوس تکرار کے رنگ میں یا بسا اوقات محض عبارت کی ظاہری خوبصورتی کی غرض سے استعمال کرتا ہے۔ حالانکہ ان کے استعمال سے الفاظ کے معنوی حسن میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض اوقات اغلاق اور پیچیدگی کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہاں ایک اعلےٰ درجہ کا عالم یا مدبر انسان ہر لفظ سوچکر استعمال کرتا ہے اور اپنے کلام میں حتی الوسع کسی ایسے لفظ کو راہ نہیں دیتا۔ جو زائد یا غیر ضروری یا معانی میں پیچیدگی پیدا کرنے والا ہو۔ پس جب مختلف طبقوں کے انسانوں کے کلام میں یہ فرق پایا جاتا ہے۔ تو عالم الغیب خدا اور اس کی پیدا کردہ ناقص العلم مخلوق کے کلام میں تو یہ فرق بہت زیادہ نمایاں صورت میں پایا جانا چاہیئے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ جہاں مختلف انسانوں کے کلام میں صرف درجہ کا فرق ہوتا ہے وہاں خدا اور انسان کے کلام میں محض درجہ کا ہی فرق نہیں ہوتا۔ بلکہ دراصل خدا کا کلام اپنی نوعیت اور اپنی حقیقت میں انسانی کلام سے بالکل جدا اور نرالا ہوتا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ اس کے کلام میں کوئی حصہ زائد اور غیر ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا ہر لفظ اور ہر حرف اور ہر حرکت اپنے اندر ایک خاص حقیقت اور خاص غرض وغایت رکھتی ہے۔ اس شاندار خصوصیت کا نظارہ قرآن شریف کے اوراق میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کا خاص الخاص کلام ہے جو اس کی کامل اور ابدی شریعت کا حامل بنکر نازل ہوا ہے۔ مگر خدائی کلام کی یہ خصوصیت قرآنی وحی تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ کم وبیش ہر الہام الٰہی میں نظر آتی ہے۔ اور میں ذیل کی سطور میں ایک اسی قسم کی خصوصیت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

کچھ عرصہ ہوا مجھے ایک دوست نے کہا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز بسا اوقات اپنے ماتحت کارکنوں پر ایسی سخت گرفت فرماتے ہیں۔ کہ جو بظاہر انتہائی درشتی کا رنگ رکھتی ہے۔ حالانکہ آپ صرف خلیفۂ وقت ہی نہیں بلکہ مصلح موعود بھی ہیں۔ اور حسن واحسان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نظیر بھی۔ میں نے اس وقت لمبی بحث سے احتراز کرنے کے لئے سرسری طور پر جواب دیا۔ کہ امام کو بعض اوقات مفاد سلسلہ کے ماتحت سختی کرنی پڑتی ہے۔ اور اس کے برداشت کرنے میں ہی جماعت کے لئے برکت ہے۔ اس دوست نے کہا کہ کبھی کبھار سختی کا رنگ پیدا ہو جانا اور بات ہے۔ مگر یہاں تو کثرت کے ساتھ یہی صورت نظر آتی ہے۔ اور بعض اوقات تو انتہائی سختی کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں کبھی نہیں پایا گیا۔ میں نے کہا تو پھر بھی کوئی ہرج نہیں۔ کیونکہ حضرت عمرؓ کے متعلق بھی یہی اعتراض پیدا ہوا تھا۔ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعتراض کبھی نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں سخت گیری کی پالیسی تو ایک طرح سے مصلح موعود کی نشانی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہاموں میں صاف آتا ہے کہ وہ یعنی مصلح موعود "جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا"۔ پس گھبراؤ نہیں اور اپنے دل کو ذرا کڑا کرکے رکھو۔ کیونکہ یہ "جلالِ الٰہی" خدائی منشاء کے مطابق ہے اور جماعت کی بہتری کے لئے ہے۔ اس پر یہ دوست بولے کہ میں خدا کے فضل سے منافق نہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ سے دلی عقیدت اور اخلاص رکھتا ہوں۔ مگر صرف تشریح اور تسلی کے خیال سے پوچھتا ہوں کہ مصلح موعود کے متعلق "حلیم" کا لفظ بھی تو آیا ہے۔ اور بظاہر یہ سختی حلم وبردباری کے طریق کے خلاف نظر آتی ہے۔ اس اعتراض پر میں ایک سیکنڈ کے لئے رکا۔ مگر قبل اس کے کہ اس دوست نے میرے اس رکنے کو محسوس کیا ہو، خدا تعالےٰ نے اچانک میرے دل میں ایک خیال ڈالا اور میں نے اس دوست سے تجاہل کے رنگ میں پوچھا۔ کہ مصلح موعود کو "حلیم" کس الہام میں کہا گیا ہے؟ مجھے تو کوئی ایسا حوالہ یاد نہیں۔ یہ دوست غالباً اس خیال سے کہ بس اب میں نے میدان مار لیا فوراً بولے کہ وہ جو فروری ۱۸۸۶ء کی وحی میں آتا ہے کہ "وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم" اس میں مصلح موعود کے متعلق صاف طور پر "حلیم" کا لفظ بولا گیا ہے۔ اور حلیم کے معنے چشم پوشی اور درگزر کرنے والے کے ہیں۔ میں نے کہا بس آپ کی بحث ختم ہو چکی ہے اب میری سنو کہ یہاں "دل کا حلیم" کہا گیا ہے نہ کہ صرف "حلیم" اور ان دونوں کے مفہوم میں بھاری فرق ہے۔ کیا وہ خدا جس نے قرآن شریف میں حضرت ابراہیمؑ کے متعلق حلیم کا لفظ استعمال فرمایا۔ (سورۃ ہود آیت ۷۶) اور پھر ان کے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل کو بھی اسی لقب سے یاد کیا۔ (سورۃ صافات آیت ۱۰۲) وہ مصلح موعود کے متعلق خالی حلیم کا لفظ استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ پس جب خدائے علیم نے "حلیم" کے سادہ اور مختصر لفظ کو ترک کرکے اس کی جگہ "دل کے حلیم" کا مرکب اور طولانی محاورہ اختیار فرمایا۔ تو یقیناً یہ استعمال بے وجہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا کوئی لفظ زائد اور بے معنی نہیں ہوا کرتا۔ اس مختصر تشریح سے ہمارے اس دوست کی (جو خدا کے فضل سے مخلص بھی تھے اور ذہین بھی) گویا آنکھیں کھل گئیں۔ اور انہوں نے نہایت درجہ شکریہ کے رنگ میں کہا کہ آپ نے مجھے ایک بھاری غلطی سے بچا لیا ہے۔

دراصل جیسا کہ میں نے اوپر اشارہ کیا ہے اللہ تعالےٰ نے جو مصلح موعود کے متعلق "دل کا حلیم" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ یہ اپنے اندر ایک نہایت گہری صداقت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان الفاظ میں یہ لطیف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ گو مصلح موعود اپنے قلبی جذبات میں حلیم ہوگا۔ مگر اس کے ظاہر میں جلال اور درشتی کا رنگ پایا جائے گا۔ اس لئے اس کے متعلق صرف "حلیم" کی مفرد صفت کا اطلاق درست نہیں ہوگا۔ بلکہ "دل کے حلیم" کی مرکب صفت ہی اس کے فطری خلق کی آئینہ دار ہو سکے گی۔ کیونکہ گو اس کے ظاہر میں "جلال" رکھا گیا ہے۔ مگر اس کے قلب کی گہرائیوں میں "حلم" و بردباری کا بسیرا ہے یہی وہ حقیقی تشریح ہے جو مصلح موعود والی وحی کے گہرے مطالعہ سے ثابت ہوتی ہے۔ اور جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض ناواقف لوگ پریشان ہونے لگتے ہیں۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی زندگی کے انتظامی پہلو کا جو مختصر مگر مکمل نقشہ ان تین الفاظ میں کھینچا گیا ہے اس سے زیادہ صحیح تصویر ممکن نہیں ہو سکتی۔ مگر افسوس کہ اکثر لوگ تدبر کی عادت نہیں رکھتے۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ قوموں کی تربیت اور ترقی کے لئے جلال اور جمال دونوں ضروری ہیں۔ اسی لئے خدا تعالےٰ کی یہ قدیم سنت ہے۔ کہ وہ کسی نبی میں جلال کے پہلو کو غلبہ دے دیتا ہے۔ اور کسی میں جمال کے پہلو کو اور کسی میں جہاں وقتی ضروریات ایک مرکب صفت والے مصلح کی متقاضی ہوتی ہیں۔ کسی ایسے انسان کو مبعوث فرماتا ہے۔ جو جلال وجمال دونوں کا مظہر ہوتا ہے۔ یعنی اگر اس کا ظاہر جلال کی صفت پر قائم ہوتا ہے تو اس کا باطن جمال کی صفت حامل۔ اور یہی ابدی فلسفہ خلفاء کے سلسلہ میں بھی کام کرتا ہوا نظر آتا ہے لیکن یہ ایک لمبا مضمون ہے۔ اور میں انشاءاللہ اس موضوع پر عنقریب ایک علیحدہ مضمون لکھونگا وما توفیقی الا باللہ العظیم۔

(نوٹ) چونکہ اس گفتگو پر کچھ عرصہ گزر چکا ہے اسلئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کم وبیش ہو گئے ہوں۔ اور بعض میں نے تشریح کے خیال سے

"دل کا حلیم"

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

یہ ایک مسلّمہ اصول ہے کہ ہر ہستی کا کلام اس کے علم اور اس کی شان کے مطابق ہوتا ہے۔ چنانچہ جہاں ایک عام انسان کا کلام اپنے سطحی معنوں کے اندر محدود ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی گہرائی نہیں پائی جاتی جس میں سننے والے کو غوطہ لگانے کی ضرورت پیش آئے۔ وہاں ایک عالی مرتبہ عالم یا مدبّر کا کلام اپنے اندر بہت سی گہرائیاں رکھتا ہے۔ جن تک پہونچنے کے لئے کافی غور و خوض کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ انسان ایسے کلام کے صحیح مفہوم کو نہیں سمجھ سکتا۔ اور اس کے بہت سے لطیف پہلو نظر سے اوجھل رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح جہاں ایک عام انسان کے کلام میں کئی الفاظ زائد پائے جاتے ہیں۔ جو وہ جہالت یا بے احتیاطی کی وجہ سے یا غیر محسوس تکرار کے رنگ میں یا بسا اوقات محض عبارت کی ظاہری خوبصورتی کی غرض سے استعمال کرتا ہے۔ حالانکہ ان کے استعمال سے الفاظ کے معنوی حسن میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ بلکہ بعض اوقات اغلاق اور پیچیدگی کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہاں ایک اعلیٰ درجہ کا عالم یا مدبّر انسان ہر لفظ سوچکر استعمال کرتا ہے۔ اور اپنے کلام میں حتی الوسع کسی ایسے لفظ کو راہ نہیں دیتا۔ جو زائد یا غیر ضروری یا معانی میں پیچیدگی پیدا کرنے والا ہو۔ پس جب مختلف طبقوں کے انسانوں کے کلام میں یہ فرق پایا جاتا ہے۔ تو عالم الغیب خدا اور اس کی پیدا کردہ ناقص العلم مخلوق کے کلام میں تو یہ فرق بہت زیادہ نمایاں صورت میں پایا جانا چاہیئے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ جہاں مختلف انسانوں کے کلام میں صرف درجہ کا فرق ہوتا ہے وہاں خدا اور انسان کے کلام میں محض درجہ کا ہی فرق نہیں ہوتا۔ بلکہ دراصل خدا کا کلام اپنی نوعیت اور اپنی حقیقت میں انسانی کلام سے بالکل جدا اور نرالا ہوتا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ اس کے کلام میں کوئی حصہ زائد اور غیر ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا ہر لفظ اور ہر حرف اور ہر حرکت اپنے اندر ایک خاص حقیقت اور خاص غرض و غایت رکھتی ہے۔ اس شاندار خصوصیت کا نظارہ قرآن شریف کے اوراق میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کا خاص الخاص کلام ہے جو اس کی کامل اور ابدی شریعت کا حامل بنکر نازل ہوا ہے۔ مگر خدائی کلام کی یہ خصوصیت قرآنی وحی تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ کم و بیش ہر الہام الٰہی میں نظر آتی ہے۔ اور میں ذیل کی سطور میں ایک اسی قسم کی خصوصیت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

کچھ عرصہ ہوا مجھے ایک دوست نے کہا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بسا اوقات اپنے ماتحت کارکنوں پر ایسی سخت گرفت فرماتے ہیں۔ کہ جو بظاہر انتہائی درشتی کا رنگ رکھتی ہے۔ حالانکہ آپ صرف خلیفہ وقت ہی نہیں بلکہ مصلح موعود بھی ہیں۔ اور حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نظیر بھی۔ میں نے اس وقت لمبی بحث سے احتراز کرنے کے لئے سرسری طور پر جواب دیا۔ کہ امام کو بعض اوقات مفاد سلسلہ کے ماتحت سختی کرنی پڑتی ہے۔ اور اس کے برداشت کرنے میں ہی جماعت کے لئے برکت ہے۔ اس دوست نے کہا کہ کبھی کبھار سختی کا رنگ پیدا ہو جانا اور بات ہے۔ مگر یہاں تو کثرت کے ساتھ یہی صورت نظر آتی ہے۔ اور بعض اوقات تو انتہائی سختی کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں کبھی نہیں پایا گیا۔ میں نے کہا تو پھر بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ حضرت عمرؓ کے متعلق بھی یہی اعتراض پیدا ہوا تھا۔ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعتراض کبھی نہیں ہوا۔ علاوہ ازیں سخت گیری کی پالیسی تو ایک طرح سے مصلح موعود کی نشانی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہاموں میں صاف آتا ہے کہ وہ یعنی مصلح موعود "جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا"۔ پس گھبراؤ نہیں اور اپنے دل کو ذرا کڑا کر کے رکھو۔ کیونکہ یہ "جلالِ الٰہی" خدائی منشا کے مطابق ہے۔ اور جماعت کی بہتری کے لئے ہے۔ اس پر یہ دوست بولے کہ میں خدا کے فضل سے منافق نہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ سے دلی عقیدت اور اخلاص رکھتا ہوں۔ مگر صرف تشریح اور تسلی کے خیال سے پوچھتا ہوں کہ مصلح موعود کے متعلق "حلیم" کا لفظ بھی تو آیا ہے۔ اور بظاہر یہ سختی، حلم و بردباری کے طریق کے خلاف نظر آتی ہے۔ اس اعتراض پر میں ایک سیکنڈ کے لئے رکا۔ مگر قبل اس کے کہ اس دوست نے میرے اس رکنے کو محسوس کیا ہو، خدا تعالیٰ نے اچانک میرے دل میں ایک خیال ڈالا اور میں نے اس دوست سے تجاہل کے رنگ میں پوچھا۔ کہ مصلح موعود کو "حلیم" کس الہام میں کہا گیا ہے؟ مجھے تو کوئی ایسا حوالہ یاد نہیں۔ یہ دوست غالباً اس خیال سے کہ پس اب میں نے میدان مار لیا فوراً بولے کہ وہ جو فروری ۱۸۸۶ء کی وحی میں آتا ہے کہ "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم" اس میں مصلح موعود کے متعلق صاف طور پر "حلیم" کا لفظ بولا گیا ہے۔ اور حلیم کے معنے چشم پوشی اور درگذر کرنے والے کے ہیں۔ میں نے کہا بس آپ کی بحث ختم ہو چکی ہے اب میری سنو۔ کہ یہاں "دل کا حلیم" کہا گیا ہے نہ کہ صرف "حلیم" اور ان دونوں کے مفہوم میں بھاری فرق ہے۔ کیا وہ خدا جس نے قرآن شریف میں حضرت ابراہیمؑ کے متعلق حلیم کا لفظ استعمال فرمایا۔ (سورۃ ہود آیت ۷۶) اور پھر ان کے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل کو بھی اسی لقب سے یاد کیا۔ (سورۃ صافات آیت ۱۰۱) وہ مصلح موعود کے متعلق خالی حلیم کا لفظ استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ پس جب خدائے علیم نے "حلیم" کے سادہ اور مختصر لفظ کو ترک کر کے اس کی جگہ "دل کے حلیم" کا مرکب اور طولانی محاورہ اختیار فرمایا۔ تو یقیناً یہ استعمال بے وجہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی لفظ زائد اور بے معنی نہیں ہوا کرتا۔ اس مختصر تشریح سے ہمارے اس دوست کی (جو خدا کے فضل سے مخلص بھی تھے اور ذہین بھی) گویا آنکھیں کھل گئیں۔ اور انہوں نے نہایت درجہ شکریہ کے رنگ میں کہا کہ آپ نے مجھے ایک بھاری الجھن سے بچا لیا ہے۔

دراصل جیسا کہ میں نے اوپر اشارہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے جو مصلح موعود کے متعلق "دل کا حلیم" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ یہ اپنے اندر ایک نہایت گہری صداقت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان الفاظ میں یہ لطیف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ گو مصلح موعود اپنے قلبی جذبات میں حلیم ہوگا۔ مگر اس کے ظاہر میں جلال اور درشتی کا رنگ پایا جائے گا۔ اس لئے اس کے متعلق صرف "حلیم" کی مفرد صفت کا اطلاق درست نہیں ہوگا۔ بلکہ "دل کے حلیم" کی مرکب صفت ہی اس کے فطری خلق کی آئینہ دار ہو سکے گی۔ کیونکہ گو اس کے ظاہر میں "جلال" رکھا گیا ہے۔ مگر اس کے قلب کی گہرائیوں میں "حلم" و بردباری کا بسیرا ہے یہی وہ حقیقی تشریح ہے جو مصلح موعود والی وحی کے گہرے مطالعہ سے ثابت ہوتی ہے۔ اور جس کے نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض ناواقف لوگ پریشان ہونے لگتے ہیں۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی زندگی کے انتظامی پہلو کا جو مختصر مگر مکمل نقشہ ان تین الفاظ میں کھینچا گیا ہے اس سے زیادہ صحیح تصویر ممکن نہیں ہو سکتی۔ مگر افسوس کہ اکثر لوگ تدبر کی عادت نہیں رکھتے۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ قوموں کی تربیت اور ترقی کے لئے جلال اور جمال دونوں ضروری ہیں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کی یہ قدیم سنت ہے۔ کہ وہ کسی نبی میں جلال کے پہلو کو غلبہ دے دیتا ہے۔ اور کسی میں جمال کے پہلو کو اور کسی میں جہاں وقتی ضروریات ایک مرکب صفت والے مصلح کی متقاضی ہوتی ہیں۔ کسی ایسے انسان کو مبعوث فرماتا ہے۔ جو جلال و جمال دونوں کا مظہر ہوتا ہے۔ یعنی اگر اس کا ظاہر جلال کی صفت پر قائم ہوتا ہے تو اس کا باطن جمال کی صفت حامل۔ اور یہی ابدی فلسفہ خلفاء کے سلسلہ میں بھی کام کرتا ہوا نظر آتا ہے لیکن یہ ایک لمبا مضمون ہے۔ اور میں انشاء اللہ اس موضوع پر عنقریب ایک علیحدہ مضمون لکھونگا۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم۔

(نوٹ) چونکہ اس گفتگو پر کچھ عرصہ گزر چکا ہے اسلئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کم و بیش ہو گئے ہوں۔ اور بعض میں نے تشریح کے خیال سے

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان

بقیہ ۳۰ ماہ ہجرت ۱۳۲۵ھش مطابق ۳۰ مئی ۱۹۴۶ء

شگون لینا لغو اور فضول بات ہے

فرمایا۔ آج باہر سے ایک خط آیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ عرصہ دو سال سے ان کے ہاں شگون لینے کی رسم جاری ہوگئی ہے۔ والد صاحب اس کے بہت قائل ہوتے جا رہے ہیں۔ بات بات میں شگون لیتے ہیں۔ بعض اصحاب سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی شگون لیا کرتے تھے۔ ہم لوگ چونکہ مجلس عرفان سے دور افتادہ ہیں اس لئے وضاحت فرمائی جائے نیز کیا تعویذ کا استعمال جائز اور منگل کا دن منحوس ہوتا ہے۔

اس کا جواب جہاں تک ان کے گھر کا معاملہ ہے۔ یہ ہے کہ ان کے والد صاحب کو اعصابی کمزوری کی شکایت ہے اور ایسے لوگ وہم میں بہت دور نکل جایا کرتے ہیں۔ مسئلہ اور چیز ہے اور صحت کے لئے علاج اور بات۔ اعصابی کمزوری والے ایسی باتوں کو بھی مسئلہ بنا لیتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اپنا علاج کرانا چاہیئے۔ باقی رہا مسئلہ اگر شگون کچھ حقیقت رکھتا ہے۔ تو پھر تو تقدیر کا بدل دینا بڑا آسان ہو جاتا ہے پھٹے کاغذ پر کچھ لکھا اور کسی کو دے دیا۔ اس سے اس کی تقدیر بدل گئی۔ یا اور کوئی ایسی بات کر دی۔ جس سے شگون لیا جاتا ہے۔ تو کچھ کا کچھ ہو گیا۔ دراصل یہ ایک ایسی لغو بات ہے۔ جو خدا تعالیٰ کو اس کی خدائی سے جواب دینے والی ہے۔ اور اگر یہ درست ہے۔ تو پھر کسی کو کوئی کام کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ کوئی شگون کر دیا۔ اور آمدنی ہو گئی۔ جس چیز کی ضرورت ہوئی۔ اس کے متعلق مقررہ شگون کیا۔ اور وہ مل گئی۔ دراصل یہ سب لغو اور فضول باتیں ہیں۔ اور جو شخص ایسی باتوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ وہ پاگل ہے۔ یا اعصابی کمزوری کا شکار کوئی عقل و سمجھ رکھنے والا انسان ایسی باتیں نہیں کر سکتا۔ باقی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منگل کے دن کو منحوس قرار دیا ہے۔ اور یہ روایت درست ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ منگل کا دن آپ کے لئے منحوس تھا۔ چنانچہ آپ کی وفات منگل کے دن ہی ہوئی۔ نہ یہ کہ منگل کے دن میں نحوست ہے۔ میں خصوصیت سے ایسی باتوں کے خلاف کرتا ہوں جن سے کسی نہ کسی رنگ میں شگون لیا جاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے کبھی نقصان نہیں اٹھانا پڑا۔ پس کوئی معقول انسان ایسی باتوں کو خیال میں نہیں لاتا۔ اور جس کو اس قسم کے خیالات پریشان کرتے ہوں اسے مسئلے نہیں سمجھانے چاہئیں بلکہ ہسپتال میں رکھ کر دماغ کا علاج کرانا چاہیئے۔

بقیہ یکم احسان ۱۳۲۵ھش مطابق یکم جون ۱۹۴۶ء

آل محمد سے مراد

فرمایا۔ ایک دوست نے سوال کیا ہے کہ درود میں آل کا جو لفظ آتا ہے۔ اس سے کیا مراد ہے۔ آل اول سے ہے۔ اور اس کے معنی ایک دوسرے کی طرف لوٹنے کے ہیں۔ یعنی یہ اس کی طرف لوٹتا ہے اور وہ اس کی طرف لوٹتا ہے۔ اور جتنا تعلق مضبوط ہو۔ اتنا ہی ایک دوسرے کی طرف لوٹتے ہیں۔ پس جس سے کسی کے تعلقات مضبوط ہو جائیں۔ وہ اس کی آل ہوگا۔ اور جب تعلق کمزور ہو جائے۔ تو اس کی آل سے نکل جائے گا۔ اس لحاظ سے آل محمد کے یہ معنی ہوئے۔ کہ وہ شخص جس کے دل میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ہو۔ آپؐ کے لائے ہوئے دین کی حفاظت اور اشاعت کی فکر ہو۔ جو اس کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو۔ اسلام پر حملہ کرنے والوں کا مقابلہ کرتا ہو اور صداقت اسلام پیش کرنے میں دن رات مصروف رہتا ہو۔ وہ آپؐ کی آل ہے۔ پس اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کے معنی یہ ہیں۔ کہ اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فضل نازل کر اور اس شخص پر بھی فضل نازل کر جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین کے لئے سینہ سپر ہو۔ اور دوڑ دوڑ کر مخالفین کے مقابلہ میں جاتا ہو۔ پھر جس کی تکلیف کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی تکلیف سمجھیں۔ وہ آپؐ کی آل ہے۔ پس ہر وہ شخص جس کے متعلق دیانتداری سے ہم کہہ سکیں کہ اس کی تکلیف محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکلیف ہے اور ہر وہ شخص جس کے متعلق دیانتداری سے ہم کہہ سکیں۔ کہ ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین کی دن رات خدمت کر رہا ہے۔ اور ہر قربانی پیش کرتا ہے۔ وہ آل ہے پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آل وہ ہے جسے آپؐ کے دین کا درد اس قدر ہو۔ کہ ذرا کوئی خطرہ پیدا ہو۔ تو اسے برداشت نہ کر سکے۔ اور اس کو دور کرنے کے لئے بے تاب ہو جائے نہ کہ وہ جو سید ہو مگر اسے اسلام کی کوئی پروا نہ ہو۔

۲ ماہ احسان ۱۳۲۵ھش مطابق ۲ جون ۱۹۴۶ء

مجاہدین فرانس کی مشکلات

آج بعد نماز مغرب تا عشاء کی مجلس میں فرمایا۔ ہمارے جو مبلغ فرانس گئے ہیں۔ ان کے وہاں پہنچنے کی اطلاع تو پہلے آ گئی تھی۔ آج ان کی پہلی رپورٹ آئی ہے۔ جس میں انہوں نے وہاں کی مشکلات کا ذکر کیا ہے۔ پہلی بات جو انہوں نے لکھی ہے۔ اور جس کے متعلق مجھے بھی تجربہ ہے۔ یہ ہے کہ فرانس والوں میں اپنی چیز کے متعلق بہت تعصب پایا جاتا ہے۔ انگریزوں کی چونکہ بہت بڑی ایمپائر ہے اور وہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کا رویہ دوسروں کے متعلق روادارانہ ہو گیا ہے۔ مگر فرانسیسیوں کا طریق جدا ہے۔ وجہ یہ کہ گو ان کی بھی ایمپائر ہے۔ مگر ان کے مقبوضات اتنے پھیلے ہوئے نہیں۔ اور ان کا رویہ ایسا ہے۔ کہ ان کے ماتحت جتنی اقوام ہیں۔ وہ پنپ نہیں سکتیں۔ انگریز بدنام تو ہیں لیکن ان کے ماتحت جتنی اقوام ہیں۔ ان کے لئے وہ مشکلات نہیں۔ اور تمام یورپین اقوام کے مقابلہ میں انگریز کا رویہ ماتحت اقوام سے اچھا ہے ہمارے مبلغین کو بھی فرانس میں یہی دقت پیش آئی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ فرانسیسی قوم بہت متعصب ہے۔ مجھے خود بھی اس کا تجربہ ہے پیرس میں فرانسیسیوں نے چندہ کر کے ایک اچھی بڑی مسجد بنوائی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ دکانیں قہوہ خانہ اور ہوٹل وغیرہ بھی ہے تا کہ مراکش وغیرہ سے آنے والے مسلمان وہاں ٹھہر سکیں۔ ہم پیرس گئے تو حکام نے دعوت دی۔ کہ ہم مسجد دیکھنے آئیں۔ جب ہم مسجد دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ تو معلوم ہوا کہ موٹر ڈرائیور کو پتہ نہیں کہ مسجد کہاں واقعہ ہے۔ ایک جگہ دو آدمی کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ ہم میں سے کسی نے جا کر ایک سے پوچھا مسجد کہاں ہے؟ تو اس نے کندھے ہلا کر کہہ دیا کہ میں نہیں جانتا۔ اور وہاں سے چل دیا۔ دوسرے شخص نے بتایا کہ میں اٹیلین ہوں۔ اور وہ فرانسیسی ہے۔ آپ لوگوں نے چونکہ انگریزی میں اس سے پوچھا ہے۔ اس لئے اس نے کہہ دیا ہے۔ کہ میں نہیں جانتا۔ وجہ یہ کہ فرانسیسی اپنی زبان کے سوا کسی دوسری زبان میں بات کرنا سخت ناپسند کرتے ہیں۔ اور ایسے شخص کو حقارت سے دیکھتے ہیں۔ جو فرانسیسی نہ جانتا ہو۔ اٹالین نے کہا وہ انگریزی جانتا تھا۔ اور مجھ سے انگریزی میں ہی باتیں کر رہا تھا۔ اور اسے مسجد کا پتہ بھی تھا۔ میرا تو واقف تھا اس لئے باتیں کرتا رہا۔ مگر آپ لوگوں کے انگریزی میں بات کرنے پر برا منا کر چلا گیا۔

تو فرانسیسیوں میں اس قسم کا تعصب پایا جاتا ہے۔ پھر ان کا یہ بھی طریق ہے۔ کہ اپنی بات بہت سختی سے منواتے ہیں۔ جب ہم شام میں گئے۔ تو فرانسیسیوں کے خلاف اس قدر شکایات سننے میں آئیں۔ کہ ایک موقع پر میں نے مذاق سے کہا۔ اگر یہ بات ہے تو کیا ہم کوشش کریں۔ کہ یہاں انگریز آ جائیں۔ اس پر وہ کہنے لگے بالکل نہیں۔ بے شک انگریز نرمی کرتا ہے مگر وہ نرمی ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسی وہ اپنے کتے سے کرتا ہے۔ اس کے طریق عمل سے پتہ لگتا ہے۔ کہ وہ دوسرے کو آدمی نہیں سمجھتا۔ بلکہ کتا خیال کرتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں فرانسیسی بے شک سختی کرتا ہے۔ مگر ایسی ہی سختی جیسی غلام سے کی جاتی ہے۔ اس کے طریق سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ انسان تو سمجھتا ہے۔ مگر اپنا غلام۔ اس کی مثال دیتے ہوئے انہوں نے کہا۔ اگر کسی انگریز کی دعوت کریں۔ تو میز کرسی اور چھری کانٹے کا انتظام کرنے کی فکر پڑ جاتی ہے۔ اور اس طرح گویا ہم انگریز کو ہی اپنے گھر نہیں لاتے بلکہ اس کے گھر کو اور اس کے تمدن کو بھی لانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا انتظام نہ کریں تو انگریز ناک بھوں چڑھاتا ہے اور طبیعت خراب ہے کا بہانہ بنا کر کھانے کی طرف پوری طرح متوجہ نہیں ہوتا۔ مگر فرانسیسی کے لئے اگر ایسا انتظام کیا جائے تو وہ ناپسند کرتا ہے اس لئے اسے بلانے پر کوئی

فکر لاحق نہیں ہوتا۔ اور جب اسے بلایا جائے تو ہمارے ساتھ فرش پر بیٹھ کر خوشی سے کھا پی لیتا ہے۔ اور خوب بے تکلف ہو کر باتیں کرتا ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ جاتے ہوئے میزبان کو ہتھکڑی لگا کر ساتھ ہی لے جائے۔

غرض انگریز اور فرانسیسی کے کیریکٹر میں یہ ایک نمایاں فرق ہے جو ہمارے مبلغین نے بھی وہاں جا کر محسوس کیا ہے انہوں نے لکھا ہے کہ فرانسیسی لوگوں میں سختی پائی جاتی ہے۔ اس ماحول میں تبلیغ کرنا بہت مشکل کام ہے۔ جو شخص دوسرے کو ادنے اور حقیر سمجھتا ہے اس سے بات کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی بات کی بھی جائے تو وہ سے کچھ وقعت نہیں دیتا۔ اور اس کا اثر قبول نہیں کرتا۔

دوسری بات یہ لکھی ہے کہ چیزیں بہت گراں ہیں۔ مثلاً انڈا انگلستان میں ۲ ؍ کو آتا ہے لیکن فرانس میں ایک روپے کو ملتا ہے۔ گویا فرانس میں ہمارے مبلغین کو خوراک کے لحاظ سے بھی تکلیف کا سامنا ہے۔ اور کھانے پینے کی چیزیں مہیا کرنے میں بڑی دقت پیش آ رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جرمنی نے جب فرانس پر قبضہ کیا تو سب کچھ لوٹ کر لے گیا۔ اس لئے کئی سال کے لئے وہاں قحط پڑ گیا ہے۔ جب تک یہ چیزیں پھر سے تیار نہ ہوں اس وقت تک تکلیف دور نہیں ہو سکتی۔ دراصل جنگ کی وجہ سے ان ملکوں میں جو مشکلات درپیش ہیں ان کا اندازہ ہم نہیں کر سکتے فرانس۔ جرمنی اور اٹلی میں سخت نازک حالت ہے آٹے تک کی سخت دقت ہے یہ باتیں مبلغین نے لکھی ہیں۔ اور وہ ہمیں یہ پہلے بھی معلوم تھیں۔ ہم نے ناواقفیت میں مبلغین کو نہیں بھیجا۔ اور نہ مبلغین ان سے ناواقف تھے۔ دراصل جو قوم کامیاب ہونا چاہتی ہے اسے ہر قسم کی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ اور ہمارے مبلغ یہی سمجھ کر گئے ہیں کہ انہیں کانٹوں پر چلنا ہے۔ اور کانٹے انہیں پیش بھی آ رہے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کے لئے خوشی سے برداشت کر رہے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اور بھی جو مبلغ جانے والے ہیں وہ یہی سمجھ کر جائیں گے اور یہی سمجھ کر جانا چاہیئے۔ حقیقی لیڈر کا یہ کام ہوتا ہے کہ صاف صاف بتا دیتا ہے کہ فلاں کام کرنے میں تکالیف ہونگی۔ مشکلات پیش آئیں گی۔ تلواروں کے سائے میں چلنا ہوگا۔ ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات برداشت کرنی پڑیں گی۔ جس نے چلنا ہے وہ چلے۔ اس کے بعد جو چلتے ہیں وہی کامیاب ہوتے ہیں۔ ہماری مشکلات اور تکالیف کی تو ابھی ابتدا ہے۔ لوگ ابھی تک ہمیں کھیل سمجھتے ہیں اور ہماری طرف زیادہ متوجہ نہیں ہوتے۔ لیکن جب کوئی قوم ترقی کرنے لگتی ہے اور جلد جلد آگے قدم بڑھاتی ہے تو اس کی زیادہ مخالفت کی جاتی ہے۔ اور اسے زیادہ دکھ اور تکالیف دی جاتی ہیں۔ کفار نے جتنا بغض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی زندگی میں ظاہر کیا۔ مکہ کی زندگی میں ظاہر نہیں کیا تھا۔

خدام الاحمدیہ کیلئے ضروری ہدایت

اس کے بعد حضور نے فرمایا۔

خدام الاحمدیہ کو میں آج ایک اور ہدایت دینا چاہتا ہوں۔ دراصل یہ ہدایت بارہا دے چکا ہوں کہ نوجوانوں میں ایسی کھیلیں رائج کی جائیں اور انہیں ایسی باتوں کی عادت ڈالی جائے جو ان کی آئندہ زندگی میں کام آ سکیں۔ یہ میں ۱۹۳۸ء سے بتاتا چلا آ رہا ہوں۔ لیکن ابھی تک خدام نے ادھر توجہ نہیں کی۔ مثلاً گھوڑے کی سواری ہے۔ آج تک انہوں نے اتنی ہی سیکھی ہے جتنی کچھ دن ہوئے ایک صاحب نے سنائی تھی۔ کہ کچھ خدام ان کا گھوڑا کھول لے گئے اور اس پر سواری کرتے رہے مگر اصل میں اس کی طرف توجہ نہیں کی گئی یہ گھوڑے پر چڑھنا اور بات ہے۔ اور گھوڑے کی سواری سیکھنا اور بات۔ گھوڑے کی سواری تو یہ ہوتی ہے کہ گھوڑا کھائی پر سے کدایا جاتا ہے اور ہر قسم کی روکوں سے دوڑا کر نکالا جاتا ہے پھر تیر اندازی سیکھنے کے لئے کہا گیا تھا مگر یہ بھی نہیں ہوئی۔ نیت خیر تو کئی بار ہوئی مگر عمل خیر کی نوبت نہیں آئی۔ اسی طرح غلیل چلانا ہے۔ میں بچپن میں جب غلیل چلاتا تو میرے انگوٹھے پر غلیلہ لگتا۔ مگر باوجود اس کے نتیجہ یہ ہوا کہ جب میں نے بندوق چلائی تو خوب نشانہ لگتا تھا۔ اور مجھے کسی سے بندوق چلانا سیکھنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ پھر دوڑنے کی مشقیں ہیں۔ آگ بجھانے کی مشق ہے۔ آگ میں سے کود کر نکلنے کی مشق ہے۔ اونچی جگہ سے کودنے کی مشق ہے۔ تیرنے کی مشق ہے۔ یہ سب ہنر ایسے ہیں جن سے لوگوں میں مردانگی پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ باتیں آئندہ زندگی میں کام آتی ہیں۔ اسی طرح کان۔ ناک اور آنکھ کی قوت بڑھانے کی مشق کرنا ہے۔

اس کے بعد حضور نے باری باری دریافت فرمایا کہ گذشتہ تین ماہ میں بحیثیت خدام الاحمدیہ گھوڑے کی سواری کتنے خدام نے سیکھی۔ تیرنا۔ تیر اندازی۔ کان، ناک۔ اور آنکھ کی مشق۔ آگ بجھانے کی مشق کتنے خدام نے کی۔ مگر کسی سوال کے جواب میں کوئی خادم کھڑا نہ ہوا۔ تو حضور نے فرمایا۔ سارے کاموں میں صفر ہے تو پھر کام کیا ہوا۔ اگر امام کا بتایا ہوا کام نہیں کیا جاتا۔ تو جو کچھ کیا جاتا ہے اس کا کیا فائدہ۔ امام کا بتایا ہوا کام کرنے سے ہی اچھے نتائج نکل سکتے ہیں۔

"الفضل" میں بڑی کثرت سے اشتہارات شائع کرائے جاتے ہیں (اب تو میں نے شائع کرنے سے روک دیا ہے) مگر اخبار میں اعلان پر اعلان شائع کرانے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ "الفضل" میں مضامین کی بجائے اعلانات کثرت سے چھپتے ہیں وہ وہ گزٹ بن کر رہ گیا ہے۔ جو لوگ کام نہیں کرتے۔ اور اعلانات پر ان کا سارا وقت صرف ہوتا ہے ان کو الگ کر دو اور کام کرنے والوں کے سپرد کام کرو۔ یہ کام کرنے کا طریق نہیں کہ باتیں کرتے رہیں مگر عملی طور پر کچھ نہ کریں۔ اعلانات کی بجائے اگر قادیان کے خدام کچھ کر کے دکھائیں تو باہر کے خدام خود سمجھ لیں گے کہ انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ لیکن یہاں کے خدام چونکہ کام نہیں کرتے باہر کے خدام پر بھی ان کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ وہ سمجھتے ہیں جس قدر کام مرکز کے خدام کر رہے ہیں وہ ہم بھی کر رہے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں الفضل ہے اس لئے وہ اعلانات کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں بھی الفضل ہوتا تو ہم بھی اعلانات کرتے رہتے۔

خاکسار غلام نبی

تعاونی مجلس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد

چند دن گزرے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے مجلس علم و عرفان میں تعاون باہمی کی ایک ایسی سکیم بیان فرمائی۔ جس سے اس میں شریک ہونے والوں اور ان کے پسماندگان کے لئے معقول انتظام ہو جاتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کے سود یا جوئے کا شائبہ بھی نہیں۔ حضور نے اس سکیم کی تفاصیل پر مزید غور کرنے کے لئے چند احباب کی ایک کمیٹی بھی مقرر فرمائی ہے۔ اسی سلسلہ میں بعض حوالجات دیکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ ذیل ہدایت بھی معلوم ہوئی۔ جو حضور نے غرباء کو سودی قرضہ سے بچانے کے بارے میں ۱۹۰۸ء میں ارشاد فرمائی تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ:-

"یہ بہتر تھا کہ مسلمان اتفاق کرتے اور کوئی فنڈ جمع کر کے تجارتی طور سے اسے فروغ دیتے تاکہ کسی بھائی کو سود پر قرضہ لینے کی حاجت نہ ہوتی۔ بلکہ اسی مجلس سے ہر صاحب ضرورت اپنی حاجت روائی کر لیتا۔ اور میعاد مقررہ پر واپس دے دیتا۔ احمدی متمول احباب توجہ کریں۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ ص ۱۹۷ بحوالہ اخبار بدر ۶ فروری ۱۹۰۸ء)

مستقبل کے فکر اور غرباء کی تکلیف کے ازالہ کا شدید احساس اس ہدایت اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی سکیم سے عیاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو زیر غور سکیم میں یا علیحدہ طور پر اس عہد فاروقی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء مبارک کو پورا کرنے کے سامان میسر آجائیں گے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

خاکسار ابوالعطاء جالندھری

پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کی ممبر محترمہ بیگم شاہنواز تحریر فرماتی ہیں

کہ آپ کے مجرب سرمہ نے میری آنکھیں بالکل درست کر دی ہیں آپ نے ایسی نایاب دوا بنا کر ہم سب کو ممنون احسان کیا ہے

یہ سرمہ نہایت اچھا ہے

اور جو بہن بھائی اسے استعمال کریں گے۔ وہ آپ کے ممنون ہوں گے۔ براہ مہربانی دو شیشیاں سرمہ جواہر والا اور ٹھنڈا سرمہ بذریعہ وی۔ پی بیگم افتخار الدین کو فی الفور ارسال کر دیں

قبل ازیں محترمہ موصوفہ نے انہیں سرموں کے متعلق اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا تھا۔ کہ آپ کا سرمہ نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ میری لڑکی نے اسے استعمال کیا۔ اس کی آنکھیں بالکل درست ہو گئی ہیں۔ میں آپ کو اس نایاب شے کے مہیا کرنے پر تہ دل سے مبارکباد دیتی ہوں مجھے امید ہے کہ یہ چیز مقبول خاص و عام ہو گی۔

آپ نے دیگر دوائیوں کو جس طرح صاف ستھرا کر کے باضابطہ فروخت کا انتظام کیا ہے، وہ بہت قابل تعریف ہے۔ انشاء اللہ بہت سی چیزیں آپ سے منگوایا کروں گی (رقیمہ جہاں آراء شاہنواز)

سرمہ جواہر والا (رجسٹرڈ)۔ دس روپے فی تولہ۔ نصف تولہ کی شیشی پانچ روپے۔

ٹھنڈا سرمہ چار روپے فی تولہ۔ نصف تولہ کی شیشی دو روپے۔

منیجر طبیہ عجائب گھر رجسٹرڈ قادیان دارالامان

تلاش گمشدہ

لڑکا مسمی محمد یوسف متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان عمر ۱۸ سال قد درمیانہ۔ رنگ گورا سر پر ٹوپی پاؤں میں چپلی کہیں چلا گیا ہے جب ملے جہاں کہیں ہو قادیان بھیج کر ممنون فرمائیں۔ سخت تشویش ہو رہی ہے۔

(والدہ محمد یوسف محلہ ناصر آباد۔ قادیان)

آنکھوں کا اثر عام صحت پر

آنکھوں کی بیماریاں نظر سے تعلق نہیں رکھتیں سر درد کے مریض سستی کا شکار اور اعصابی تکلیفوں کا نشانہ بننے والے لوگ آنکھوں کے مریض ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو سرمہ ممیرا خاص استعمال کرنا چاہیئے۔

قیمت فی تولہ ۶ چھ ماشہ عہ تین ماشہ ۱۲

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمت خلق قادیان

یہ تو قوت کا خزانہ ہی ایک رجسٹرڈ چیز ہے ایک شیشی منگوا کر استعمال کیجیئے اور بھیجیے

جناب بی۔ ڈی۔ ٹنسل صاحب مینور پوسٹ انواتی سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کی مرسلہ اکسیر البدن نامی دوا کا استعمال کیا۔ اور اسے بیحد مفید پایا۔ اور اس کے استعمال سے مجھے غیر معمولی سرور خوشی اور طاقت حاصل ہوئی۔ بلاشبہ یہ چیز تو قوت کا خزانہ ہے۔ براہ کرم بواپسی ڈاک ایک درجن اکسیر البدن کی شیشیاں بذریعہ وی۔ پی ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیجیئے۔ یہ کون نہیں جانتا۔ کہ کمزوری اور ناتوانی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مصیبت نہیں۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دیں۔ کیونکہ دل میں نئی امنگ اعضاء میں نئی ترنگ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہ زور بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان۔ پنجاب

اعلان نکاح

عزیزہ رقیہ بی بی بنت بشیر خان صاحب کیرنگ ضلع پوری صوبہ اوڑیسہ کا نکاح میرے لڑکے شیخ عزیز الدین احمد واقف زندگی کے ساتھ دو ہزار روپیہ حق مہر پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۹ مئی ۱۹۴۶ء کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے واسطے مبارک کرے آمین (شیخ طاہر الدین کیرنگ ضلع پوری صوبہ اوڑیسہ)

مسٹر سٹیفورڈ گورنمنٹ کالج برائے خواتین امرتسر

فرسٹ ائیر ایف۔ اے اور ایف۔ ایس۔ سی میڈیکل گروپ کا داخلہ ۱۱ جون ۱۹۴۶ء سے شروع ہوگا۔ درخواست ہائے داخلہ مجوزہ فارم پر مکمل خانہ پری کے بعد ۲۶ جون ۱۹۴۶ء تک ادارہ کالج میں پہنچ جانی چاہیئیں۔ نامکمل درخواستیں قابل غور نہ ہوں گی۔

صرف ان امیدواران سائنس کی درخواستوں پر غور ہوگا۔ جنہوں نے میٹرک کے امتحان میں ریاضی لی ہو گی۔ اور امتحان مذکورہ اول درجہ میں پاس کیا ہوگا۔ ان شرائط کی پابندی ضروری ہے۔ کیونکہ نشستیں محدود ہیں۔

تاریخ و اوقات ملاقات حسب ذیل ہے۔

(۱) امیدواران سائنس ۱۱ جون ۱۹۴۶ء ۸-۳۰ بجے صبح تا ۱۲ بجے دوپہر

(۲) امیدواران آرٹس ۱۳-۱۵ جون ۱۹۴۶ء ۸-۳۰ بجے صبح تا ۱۲ بجے دوپہر

سائنس اور آرٹس کلاسیز میں باقاعدہ تعلیم ۱۷ جون ۱۹۴۶ء سے شروع ہو گی۔ اور بورڈنگ ہاؤس میں نشستیں محدود ہیں۔

(ڈاکٹر مس) کے۔ پی۔ فیروز الدین پرنسپل

اُردو تبلیغی لٹریچر

پیارے رسول کی پیاری باتیں	۱-۰-۰	دونوں جہان میں فلاح پانے کی راہ	۰-۲-۰
پیارے امام کی پیاری باتیں	۱-۰-۰	تمام جہان کو چیلنج معہ ایک لاکھ روپے کے انعامات	۰-۲-۰
اسلامی اصول کی فلاسفی	۰-۸-۰	احمدیت کے متعلق پانچ سوالات	۰-۲-۰
نماز مترجم بڑی سائز	۰-۴-۰	مختلف تبلیغی رسالے	۰-۱-۰
ہر انسان کو ایک پیغام	۰-۴-۰	ملفوظات امام زمان	۰-۹-۰
اہل اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں	۰-۲-۰		

جملہ پانچ روپے کا سیٹ معہ ڈاک خرچ چار روپے میں پہنچا دیا جائیگا۔ دو روپے ۸ آنے کی کتب دو روپیہ میں پہنچا دی جائیں گی۔ **عبداللہ الہ دین سکندر آباد دکن**

اراضیات کی خرید و فروخت کے متعلق ہم سے خط و کتابت کریں

چوہدری حاکم دین مختار عام

سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ قادیان

سونے کی گولیاں رجسٹرڈ !!

طبیہ عجائب گھر کا ایک ضروری اعلان

سونے کی گولیاں رجسٹرڈ کشتہ سونا۔ کشتہ مروارید ناسفتہ کشتہ چاندی۔ کشتہ ابرک ۲ صد آتشہ وغیرہ بہت سے بیش قیمت اجزاء سے تیار کی جاتی ہیں۔ کشتہ سونا کا نرخ ایک سو ستر روپے تولہ سے اب دو سو دس ۲۱۰ روپے تولہ ہو گیا ہے

اسی طرح سچے موتیوں کا کشتہ اور دیگر قیمتی اجزاء کے کشتہ جات کے نرخ دو چند سے سہ چند تک بڑھ گئے ہیں اس لئے آئندہ پانچ گولیوں کی بجائے ایک روپے کی چار گولیاں دی جائینگی لیکن جن اصحاب کے خطوط پندرہ جون تک کی مہر سے وصول ہونگے۔ انہیں بقیہ موجودہ اسٹاک میں سے گذشتہ نرخ کے حساب سے ایک روپے کی پانچ گولیاں ہی دی جائینگی۔ منیجر طبیہ عجائب گھر رجسٹرڈ قادیان

گھی ۔۔۔ خالص گھی ۔۔۔ گھی

ہماری خواہش ہے کہ قادیان میں خالص گھی قدردانوں کے لئے مہیا کیا جاوے۔ چونکہ خالص اور بناسپتی گھی میں ہم فرق نہیں کر سکتے۔ اس لئے قابل اعتبار اشخاص گھی خرید کرتے ہیں اور جمع کرتے ہیں۔

اگر آپ کو خالص گھی کی شناخت ہو تو شناخت اور ٹیسٹ کر کے ہم سے خرید کریں۔ ورنہ ہم آپ کو تسلی دیتے ہیں کہ گھی ہمارے یقین کے مطابق بالکل خالص ہے

ریٹ چار روپیہ فی سیر

بوستان خان مہتمم گھی قادیان (سندر)

این۔ ڈبلیو۔ آر سروس کمیشن

مقررہ فارم پر جو این ڈبلیو آر کے تمام بڑے بڑے سٹیشنوں سے بہ قیمت ایک روپیہ مل سکتے ہیں۔ این۔ ڈبلیو۔ آر میں بطور جرنی مین تقرر کے لئے امیدواروں کی طرف سے ۳۰ جون ۴۶ء تک درخواستیں مطلوب ہیں۔ کل آٹھ عارضی آسامیاں ہیں (چھ کیرج بلڈرز اور دو کیرج اینڈ ویگن فٹرز) جن میں سے چار مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں۔ اور تین اینگلو انڈین اور ڈومی سائیلڈ۔ تنخواہ ۸۵-۵/۲-۶۵ کے سکیل میں -/-/۶۵ ماہوار ہوگی۔ گرانی کا الاؤنس جو اس کے علاوہ ہونگے۔ دعا یتی نرخوں پر راشن خریدنے کا بھی حق ہوگا۔

قابلیت امیدوار کے لئے ضروری ہے کہ یا تو اس نے کسی مستند ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ میں تعلیم پائی ہو۔ اور یا ریلوے ورکشاپس آرسنلز۔ ڈاک یارڈ۔ یا کسی معروف ٹھیکیدار کے ورکشاپ میں جہاں مکینیکل کام ہوتا ہو۔ عملی ٹریننگ کا پورا کورس مکمل کیا ہو۔ انگریزی لکھنے پڑھنے نیز مکینیکل ڈرائنگ پڑھ سکنے کی قابلیت بھی ہونا لازمی ہے۔

عمر تیس سال سے کم والوں کو ترجیح دی جائے گی۔ جو لوگ اس وقت گورنمنٹ سروس میں ہیں وہ بھی لئے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ مطلوبہ شرائط پر پورا اتریں۔ اور اپنے محکمہ کے ہیڈ کی وساطت سے درخواست دیں۔ مزید تفاصیل کے لئے اپنے پتہ کے لفافہ کے ساتھ جس پر ٹکٹ چسپاں ہو۔ سکرٹری کو لکھئے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں
(مینیجر)

اشتہار زیر دفعہ ۵۔ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت چوہدری عزیز احمد صاحب پی سی ایس سب جج بہادر درجہ اول سرگودہا

دعویٰ دیوانی ۱۱ حال سنہ ۱۹۴۶ء

میسرز دھنپت مل تیک چند سکنہ سرگودہا۔

بنام میسرز چونی لعل پرشوتم داس سکنہ کانپور

یا دعوے ۲۰۲۳/۴/۳ر

بنام میسرز چونی لعل پرشوتم داس بذریعہ پرشوتم داس مالک وحصہ دار فرم مذکور سکنہ کانپور (یوپی)

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمیٰ مدعا علیہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار بنام مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۱۱/۶/۴۶ ماہ سنہ ۱۹ء کو مقام سرگودہا حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔ آج تاریخ ۲۳/۵/۴۶ سنہ ۱۹ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

اعلان نکاح

میرے فرزند اکبر میاں عبدالمنان سلمہ آف کپور تھلہ حال ملازم ہیڈ کلرک سنٹرل ایکسائیز ڈیپارٹمنٹ امرتسر کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ نور چشمی امۃ الحی سلمہا بنت مولوی محب الرحمن صاحب لاہور۔ بعوض گیارہ صد روپیہ مہر پر حضرت امیر المومنین المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی نے مورخہ ۲۰ مئی ۴۶ء کو بوقت ۲ بجے بعد از نماز ظہر و عصر فرمایا۔ درخواست ہے کہ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ کریم یہ رشتہ بابرکت کرے آمین خاکسار عبدالرحمن نائب تحصیلدار دریا خاں ضلع [illegible]

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

نئی دہلی ۳ جون۔ محمد علی صاحب جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ آج دوبارہ وائسرائے سے ملے پہلی ملاقات صبح ہوئی جو ایک گھنٹہ جاری رہی دوسری ملاقات وائسرائے کی خاص دعوت پر شام کے چار بجے ہوئی معلوم ہوا ہے کہ ان ملاقاتوں میں عارضی گورنمنٹ کی تفصیلات کے متعلق گفتگو ہوئی آج شام کو مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کا جو اجلاس ہو رہا ہے اس میں مسٹر جناح اس گفتگو کی تفصیل بیان کریں گے۔ اس اجلاس میں وزارتی تجاویز کے متعلق بھی غور کیا جائے گا۔

نئی دہلی ۳ جون مسلم لیگ ورکنگ کمیٹی کے اراکین مسٹر عبد الرب نشتر۔ قاضی محمد عیسے عبد المتین چودھری۔ میاں بشیر احمد اور بشیر کرامت علی آج دہلی پہنچ گئے۔ سر ناظم الدین مسٹر اصفہانی۔ اور راجہ صاحب محمود آباد نے آج مسٹر جناح سے ملاقات کی۔

نئی دہلی ۳ جون۔ اینگلو انڈین عیسائیوں کی ایسوسی ایشن کے صدر نے ایک بیان میں کہا کہ گو میں وزارتی تجاویز کے متعلق فی الحال کوئی تفصیلی بیان دینا نہیں چاہتا۔ لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ مشن نے ہندوستانی عیسائیوں اور دیگر چھوٹی اقلیتوں کے متعلق سخت بے انصافی سے کام لیا ہے۔ اگر چھوٹی اقلیتوں کے لئے تحفظات کا سوال ہندوستان کے بڑے بڑے لیڈروں پر چھوڑ دیا جاتا تو وہ زیادہ بہتر فیصلہ کرتے۔ عنقریب اس ایسوسی ایشن کا جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں وزارتی مشن کی تجاویز پر غور کیا جائیگا۔ نیز ریلوے ملازمین کی متوقع ہڑتال کے متعلق بھی سوچا جائے گا۔ کہ اس معاملہ میں ہم کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

کراچی ۳ جون۔ آسٹریلیا سے مزید ایک ہزار ٹن گندم پہنچ گئی ہے۔ دو دن پیشتر نو ہزار ٹن آٹا بھی آسٹریلیا سے ہندوستان آیا تھا۔

لنڈن ۳ جون۔ مسٹر اٹیلی وزیر اعظم برطانیہ نے ایک تقریر میں کہا کہ ہندوستان آزاد ہو کر ہمارے ساتھ تعلقات رکھنے کے متعلق خواہ کچھ فیصلہ کرے ہم ہر حالت میں اس کے ساتھ دوستی کا تعلق رکھنا چاہتے ہیں اور آڑے وقت میں اس کی مدد کریں گے۔

مدراس ۳ جون۔ روس کی طرف سے وزارتی مشن اور برطانیہ کی لیبر گورنمنٹ کے خلاف جو پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے راجگوپال آچاریہ نے کہا کہ روس کی یہ مخالفت محض اس لئے ہے کہ وہ برطانیہ اور امریکہ کی متحدہ طاقت سے خائف ہے۔ اور نہیں چاہتا کہ ہندوستان آزاد ہو کر برطانیہ کا حلیف بن جائے۔ اور اس کے لئے مزید تقویت کا موجب ہو۔

بمبئی ۳ جون۔ بمبئی کے جس علاقہ میں اچھوتوں اور ہندوؤں میں تصادم ہو گیا تھا وہاں پر اب امن ہے۔ لیکن دو اور علاقوں میں فسادات کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ ایک مقام کے حالات ایسے خطرناک ہو گئے کہ پولیس کو گولی چلانی پڑی۔ ۲۷ اشخاص گرفتار کئے گئے۔

لکھنؤ ۳ جون۔ یو پی گورنمنٹ نے عدالتوں اور زمین کے متعلق قوانین میں بعض تبدیلیاں کرنے کے لئے چار سب کمیٹیاں مقرر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسی سلسلے میں وزارت نے مسلم لیگ پارٹی سے کہا ہے کہ وہ اس کے لئے موزوں اشخاص منتخب کرنے میں مدد دے مسلم لیگ اپنے اجلاس میں اس کے متعلق غور کرے گی۔

حیدر آباد دکن ۳ جون۔ آج حضور نظام کی باسٹھویں سالگرہ کے موقعہ پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں نواب سر مہدی یار جنگ بہادر نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان میں جو آئینی تبدیلی ہونے والی ہے اس میں ریاست حیدر آباد کے شاہی حقوق قائم و برقرار رہنے چاہئیں۔ اس مفہوم کی قرارداد بھی جلسہ میں پاس کی گئی۔

سری نگر ۳ جون۔ کل ریاست کے طول و عرض میں یوم کشمیر منایا گیا۔ سری نگر میں مکمل ہڑتال تھی۔ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

پیرس ۳ جون۔ فرانس میں جو انتخابات ہو رہے تھے اس کے نتائج نکلنے شروع ہو گئے ہیں۔ اس وقت تک کمیونسٹ پارٹی نے ۱۴۵ اور سوشلسٹ پارٹی نے ۱۱۵ نشستیں حاصل کی ہیں۔

پٹنہ ۳ جون۔ بابو راجندر پرشاد بہار پراونشل کانگرس کمیٹی کے صدر منتخب ہو گئے ہیں۔

پونا ۳ جون۔ بمبئی گورنمنٹ کے دفاتر آج پونا میں کھل گئے ہز ایکسیلنسی گورنر اور وزارت کے اراکین پونا پہنچ گئے ہیں۔

لنڈن ۲ جون۔ بنگال کے سابق گورنر مسٹر کیسی نے ایک بیان میں کہا کہ ہم نے ہندوستان پر اپنا قانون۔ اپنا نظام حکومت اور طریقہ تعلیم ٹھونسنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ ہندوستانی ان تمام معاملات میں ہم سے بالکل الگ ذہنیت اور خیالات رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہم ہمیشہ ان کے لئے اجنبی بنے رہے ہیں۔

واشنگٹن ۲ جون معلوم ہوا ہے۔ کہ امریکہ اور روس کے درمیان دوستانہ معاہدہ کرنے کے سلسلے میں گفت و شنید جاری ہو گئی ہے۔ اس معاہدہ کی تجویز مارشل سٹالن نے کی تھی۔

نیو یارک ۲ جون۔ اتحادی اقوام کی سکیورٹی کونسل کے برطانوی نمائندہ نے ایک بیان میں بتایا۔ کہ برطانوی گورنمنٹ امن اقوام کے متعلق کوئی ثبوت مہیا نہیں کر سکی۔ کہ سپین میں خفیہ طور پر ایٹم بم کے متعلق تحقیقات کی جا رہی ہے نیز سپین گورنمنٹ کی سرگرمیاں ایسی نہیں ہیں جن سے دنیا کے امن کو خطرہ ہو۔ گو یہ درست ہے۔ کہ اس وقت تک برطانیہ اور سپین کے تعلقات درست نہیں ہو سکتے جب تک کہ سپین میں فرانکو کی گورنمنٹ برسر اقتدار ہے۔

اوسلو ۲ جون۔ ناروے کے جرمن نواز وزیر اعظم کوئزلنگ کی بیوہ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس کے خلاف جلد ہی فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا جائیگا۔

واشنگٹن ۲ جون سیام کے سفیر متعینہ امریکہ نے جمعیتہ اتحاد اقوام کے پاس ایک مراسلہ کے ذریعہ یہ شکایت کی ہے۔ کہ فرانسیسی حکام نے سیام میں لوٹ مار اور غارت گری کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ دیہات اور جہازوں پر زبردستی قبضہ کر رہے ہیں۔

لنڈن ۲ جون۔ امریکن فیڈریشن کے ایک جلسہ عام میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ سلطنت برطانیہ میں امتیاز رنگ کے متعلق تمام قوانین منسوخ کر دیئے جائیں۔ کینیا حدود ڈیٹا اور دیگر مقامات میں ایشیا اور افریقہ کے باشندوں کو وہی حقوق اور مراعات حاصل ہونی چاہئیں۔ جو یورپین اداروں کو حاصل ہیں۔

بمبئی ۲ جون بمبئی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں امتناع مسکرات کا بل پیش کیا جا رہا ہے۔

کلکتہ ۲ جون معلوم ہوا ہے۔ کہ عنقریب ملٹری اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ کے چالیس ہزار عارضی ملازمین کو ملازمت سے سبکدوش کر دیا جائیگا۔ آل انڈیا ملٹری اکاؤنٹس یونین نے ایک میٹنگ میں اس فیصلہ کے خلاف احتجاج کیا ہے۔

نئی دہلی۔ ۳ جون۔ آج چھ بجے شام نوابزادہ لیاقت علی خان جنرل سکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ کی کوٹھی پر مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس مسٹر جناح کی صدارت میں شروع ہوا۔ اجلاس نماز مغرب کے وقت کچھ عرصہ کے لئے ملتوی ہوا۔ اور پھر شروع ہو گیا پونے تین گھنٹے کارروائی ہونے کے بعد کل پر ملتوی ہو گیا۔ سر سعد اللہ مسٹر حسن شہید سہروردی اور مولوی شبیر احمد عثمانی خاص دعوت پر اجلاس میں شریک ہوئے۔

نئی دہلی ۳ جون۔ آج وزارتی مشن کے اراکین اور وائسرائے نے آپس میں صلاح مشورہ کیا مسٹر سٹیفورڈ کرپس بھی صحتیاب ہونے کے بعد اس مشورہ میں شریک ہوئے

بٹیویا ۲ جون حکومت ہند نے ہندوستان کے لئے پانچ ہزار ٹن چاول حاصل کرنے کیلئے ڈچ افسروں سے گفت و شنید شروع کر دی ہے۔ چاول کے عوض ہندوستان انڈونیشیا کیلئے سوتی کپڑا اور بعض دیگر چیزیں مہیا کرے گا امید کی جاتی ہے۔ کہ آئندہ چند ماہ تک انڈونیشیا۔ برما اور سیام سے ایک لاکھ اسی ہزار ٹن چاول ہندوستان کے لئے حاصل ہو جائیگا

کلکتہ ۳ جون۔ بنگال اسمبلی کے حزب مخالف کے لیڈر نے ایک بیان میں بتایا۔ کہ میری پارٹی غذائی صورت حالات پر قابو پانے کیلئے وزارت سے تعاون کرنے کیلئے تیار ہے وزارت کو چاہیئے۔ کہ مختلف مقامات پر اناج کی فراہمی کے لئے بااثر لوگوں کی کمیٹیاں قائم کرے کانگرس اس سلسلے میں مناسب مشورہ دینے کے لئے تیار رہے گی۔